© rasailojaraid.com

قانون اتمام حجت اور قانون جہاد
ایک تجزیاتی مطالعہ

چھٹی قسط

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر: ڈاکٹر حافظ حسین ازہر

٨۔ ''اقامت حجت'' کا مقصد ''دنیاوی عذاب الٰہی'' یا ''اخروی قطع عذر''؟

''اقامت حجت'' کا تعلق دنیا سے نہیں بلکہ آخرت سے ہے۔رسول اس لیے مبعوث کیے جاتے ہیں کہ وہ اپنی قوموں پر اس بارے میں حجت بن جائیں کہ میدان حشر میں مواخذے کے وقت ان کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔یہ ایک ایسی سنت یا قانون ہے کہ جس کے لیے کوئی استثناء نہیں ہے اور یہی ان آیات کا صحیح مفہوم ہے کہ جن سے ''اتمام حجت'' کا تصور اخذ کیا جاتا ہے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن ابی سعید الخدری'قال:قال رسول اللہ ﷺ:یجاء بنوح یوم القیامة'فیقال له :هل بلغت؟فیقول:نعم'یارب'فتسال امته:هل بلغکم ؟فیقولون:ماجاء نامن نذیر'فیقول:من شهودک؟فیقول:محمدوامته 'فیجاء بکم'فتشهدون'ثم قرارسول اللہ ﷺ{وکذلک جعلنکم امةوسطا}۔قال:عدلا{لتکونواشهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا}[١]

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والے دن حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور آپ سے کہا جائے گا کہ کیا آپ نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو آپ کہیں گے: جی ہاں' اے میرے مالک! اب ان کی امت سے سوال کیا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو وہ جواب دیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔پس اللہ عزوجل نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے: آپ کے گواہ کون ہیں؟ تو وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت' پس تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ (سبحان اللہ) اس

☆ جہاں مجاز کی کوئی صورت متعین ہو اس مقام پر نیت کی ضرورت نہیں ہوگی ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی یہ آیت مبارکہ پڑھی: اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر شہادت قائم کرو اور رسول ﷺ تم پر شہادت قائم کریں۔

مذکورہ بالا روایت کے مطابق نہ صرف اللہ کے رسول ﷺ بلکہ خود قرآن مجید نے بھی یہ واضح کیا ہے کہ جن آیات کو ''اتمام حجت'' کے قانون کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے' ان سے مراد یوم محشر میں ''قطع عذر'' ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

{ویوم نبعث فی کل امۃ شھیدا علیھم من انفسھم وجئنا بک شھیدا علی ھؤلآء} ۲؎

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے' انہی میں سے ایک گواہ ان کے خلاف کھڑا کریں گے اور ہم آپ ﷺ کو اپنی قوم کے خلاف گواہ بنا کر لائیں گے۔''

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''شہادت علی الناس'' کا اصل موضوع ''آخرت کی شہادت'' ہے نہ کہ ''دنیا کی شہادت۔''

۹۔ ''شہداء اللہ فی الارض'' کا مفہوم

یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مسلمان اس دنیا میں بھی گواہ ہیں۔لیکن کس معنی میں مسلمانوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے ''شہداء اللہ فی الارض'' قرار دیا ہے' اس بارے ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن انس بن مالک 'قال: مر بجنازۃ فاثنی علیھا خیرا 'فقال نبی اللہ ﷺ:) وجبت 'وجبت 'وجبت ') ومر بجنازۃ فاثنی علیھا شرا 'فقال نبی اللہ ﷺ: (وجبت 'وجبت 'وجبت)'قال عمر: فدی لک ابی وامی 'مر بجنازۃ 'فاثنی علیھا خیر 'فقلت '(وجبت وجبت 'وجبت)'ومر بجنازۃ 'فاثنی علیھا شر 'فقلت: وجبت 'وجبت 'وجبت)؟فقال رسول اللہ ﷺ: من اثنیتم علیہ خیرا وجبت لہ الجنۃ 'ومن اثنیتم علیہ شرا وجبت لہ النار 'انتم شھداء اللہ فی الارض 'انتم شھداء اللہ فی الارض 'انتم شھداء اللہ فی الارض)۳؎

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو صحابہؓ نے میت کی تعریف کی۔اس پر آپ نے کہا: واجب ہوگئی' واجب ہوگئی' واجب گئی۔پھر آپ ﷺ کے پاس سے ایک اور جنازہ گزرا تو صحابہؓ نے میت کی برائی کی۔اس

☆ لفظ ہبہ تملیک اور بیع کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر آپ ﷺ نے دوبارہ کہا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے نبی ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ نے ہر دو کے بارے میں ''واجب ہوگئی'' کے کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا: جس کے لیے تم نے نیک ہونے کی گواہی دی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس کے بارے تم نے شریر ہونے کی گواہی دی تو اس پر جہنم واجب ہوگئی۔ تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

۱۰۔ ''اتمام حجت'' کا قانون اور ''اکراہ فی الدین'' کا قانون

محترم غامدی صاحب کا بیان کردہ ''اتمام حجت'' کا قانون، قرآن مجید کی صریح نص کے خلاف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لآ اکراہ فی الدین}[۴]

''دین میں کسی بھی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے۔''

اس آیت کی تشریح میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔''[۵]

جب اسلام کسی کو ''دین اسلام'' قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا تو مشرکین عرب کو کیوں اس پر مجبور کیا گیا کہ وہ اسلام قبول کرلیں ورنہ تو ''اتمام حجت'' کے نتیجے میں قتل کر دیے جائیں گے؟ محترم غامدی صاحب کے ''اتمام حجت'' کے قانون کو مان لینے کی صورت میں مشرکین عرب پر یہ جبر بھی ماننا پڑتا ہے۔

۱۱۔ عذاب یا رحمت؟

محترم غامدی صاحب کے بیان کے مطابق سابقہ اقوام پر ''اتمام حجت'' کے نتیجے میں جو عذاب نازل ہوتا تھا، وہ آندھی وطوفان اور سیلاب وغرق کا تھا لیکن مشرکین عرب کے لیے ''اتمام حجت'' کی صورت میں جو عذاب نازل کیا گیا، اس کی دو صورتیں تھی: قتل یا قبول اسلام، پس عذاب کی یہ دوسری صورت وہ ہے کہ جسے رحمت اور نعمت کا نام دیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲۔ ''محکوم بہ'' یا ''حکم جہاد''؟

آخر میں ہم یہ نکتہ بھی واضح کر دیں کہ اگر ہم محترم غامدی صاحب کے ''اتمام حجت'' کے قانون کو مان بھی لیں تو اس قانون کی ساخت اور بناوٹ ایسی ہے کہ اس کا تعلق جہاد سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے بنتا ہے کہ جن سے جہاد کیا جارہا تھا۔فنی زبان میں ہم اسے یوں بیان کریں گے کہ ''اتمام حجت'' کا تعلق ''حکم جہاد'' سے نہیں ہے بلکہ ''محکوم علیہ'' سے ہے۔پس ''اتمام حجت'' اور ''مکلف'' میں تعلق قائم کرنا ایک بامعنی بحث ہوگی جبکہ ''اتمام حجت'' اور ''حکم جہاد'' میں تعلق قائم کرنا کوئی معنی نہیں رکھے گا۔

خلاصہ بحث

(۱) صحیح اور محقق بات یہی ہے کہ ''اتمام حجت'' نام کی اصطلاح کوئی دینی اصطلاح نہیں ہے۔قرآن مجید نے اس باب میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں' وہ ''حجت'' کے ہیں۔اور ان الفاظ کے سیاق وسباق سے ''اقامت حجت'' کی اصطلاح اخذ کی جاسکتی ہے کہ اللہ عزوجل اس دنیا میں اپنے بندوں پر ''حجت'' قائم کرتے ہیں تاکہ قیامت والے دن ان کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔یہ حجت دو طرح سے قائم ہوتی ہے' ایک رسول کی دعوت سے اور دوسرا اللہ کی کتاب سے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی ہیں' لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد قیامت تک کے لیے اللہ کے بندوں پر اللہ کی کتاب کو ''حجت'' بنایا گیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ مشرکین ہوں یا اہل کتاب' دونوں کے بارے اللہ کی کتاب کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا پھر جزیہ دے کر رہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

{قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولایحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولایدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صغرون}۶؎

''تم قتال کرو ان لوگوں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کو حرام نہیں ٹھہراتے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ٹھہرایا ہو۔اور ان اہل کتاب سے بھی قتال کرو جو دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے۔یہاں تک یہ لوگ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ چھوٹے بن کر رہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں دو اصناف کا بیان ہے۔پہلی قسم ان مشرکین کی ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اسے حرام قرار نہیں دیتے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو جیسا کہ

☆استغفار کیا ہے؟ استغفار کا لغوی معنیٰ کوئی چیز طلب کرنا ہے☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۃ یونس ۵۹' سورۃ النحل ۱۱۶ اورسورۃ الانعام ۱۳۶۔۱۴۰ وغیرہ میں تفصیلات موجود ہیں۔اوردوسری قسم ان اہل کتاب کی ہے جودین حق کواپنادین نہیں بناتے۔ان دونوں سے جہاد وقتال کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جزیہ دیں اورچھوٹے بن کر رہیں۔

اس آیت مبارکہ سے ماقبل آیات میں شروع سورہ توبہ ہی سے مشرکین کا بیان چلارہاہے اورمتصل قبل آیت مبارکہ ۲۷ میں {یآیھاالذین امنو آانماالمشر کون نجس...} کے بیان میں بھی مشرکین عرب ہی سے خطاب ہے۔پس آیت مبارکہ ۲۸ میں آغازآیت {قاتلواالذین لایؤمنون باللہ ولاباالیوم الاخر} میں جوقتال کاحکم دیا گیاتواس میں بھی مشرکین عرب ہی مخاطب ہیں۔اوران کے بیان کے ذیل میں اہل کتاب کابھی حکم بیان کردیا گیا۔توایک پہلوتونظم قرآن کاہواجواس بات کامتقاضی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں دواصناف کامرادلینازیادہ بہتر ہے اوردوسراخودآیت مبارکہ کے الفاظ {قاتلواالذین لایؤمنون باللہ ولاباالیوم الاخر} یہ واضح کرتے ہیں کہ ان سے مرادمشرکین عرب ہیں کیونکہ قرآن مجیدنے اہل کتاب کاتعارف ایک ایسے گروہ کے طورنہیں کروایاجواللہ اورآخرت پرایمان نہ رکھتے ہوں۔یہی وجہ ہے کہ جن مفسرین نے اس آیت مبارکہ میں جوحکم قتال بیان ہواہے'اسے ایک ہی صنف اہل کتاب سے متعلق کیاہےتوانہیں یہ ثابت کرنے کے لیے بہت عجیب وغریب تاویلیں کرنی پڑیں کہ اہل کتاب کسی طرح اللہ کوبھی نہیں مانتے اورآخرت پربھی ان کاایمان نہیں ہے۔ہمارے نزدیک ان تاویلوں کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ اس آیت مبارکہ میں دواصناف کاذکرہےاوراس کی تقدیرعبارت یوں بیان کی جاسکتی ہے:

{قاتلواالذین لایؤمنون باللہ ولاباالیوم الاخر}والذین {لایدینون دین الحق من الذین اوتواالکتب}

اللہ کے رسول ﷺ جب کوئی لشکرروانہ کرتے تھے تویہ وصیت فرماتے جوکہ قرآن مجیدکی درج بالاآیت مبارکہ کابیان ہے:

اغزواباسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوامن کفرباللہ اغزواولاتغلواولاتغدرواولاتمثلواولاتقتلواولیداواذا لقیت عدوک من المشرکین فادعھم الی ثلاث خصال اوخلال فایتھن مااجابوک فاقبل منھم وکف عنھم ثم ادعھم الی الاسلام فان اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم ثم ادعھم الی التحول من دارھم الی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دار المهاجرين واخبرهم انهم يكونون كاعراب المسلمين يجري عليهم حكم الله الذي يجري على المؤمنين ولايكون لهم في الغنيمة والفيء شيء الاان يجاهدوامع المسلمين فان هم ابوافسلهم الجزية فان هم اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم فان هم ابوافاستعن بالله وقاتلهم ۷۔

''اللہ کے رستے میں اللہ کے نام سے جنگ کا آغاز کرنا۔جو بھی اللہ کا کفر کرتا ہو اس سے قتال کرنا۔اور لوٹ مار مت کرنا اور نہ ہی عہد شکنی کرنا۔اور کسی لاش کا مثلہ نہ کرنا اور نہ ہی کسی بچے کو قتل کرنا۔اور جب تمہارا کسی مشرک دشمن سے سامنا ہو تو انہیں تین چیزوں کی دعوت دینا اور ان میں سے وہ جس کو بھی قبول کرلیں تو تم بھی اسے ان سے قبول کرلینا اور ان سے جنگ سے رک جانا۔پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا۔پس اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو تم بھی اسے ان سے قبول کرلینا اور ان سے جنگ نہ کرنا۔پھر انہیں ہجرت کی دعوت دینا کہ وہ اپنے گھر چھوڑ کر مہاجرین کے شہر منتقل ہو جائیں۔اور انہیں یہ بھی واضح کردینا کہ ہجرت کرنے کی صورت میں جو حقوق اور ذمہ داریاں مہاجرین کی ہیں، وہ ان کی بھی ہوں گی۔پس اگر وہ ہجرت سے انکار کردیں تو انہیں یہ کہنا کہ ان کا معاملہ مسلمان بدوؤں کا ہوگا اور ان پر وہ تمام احکامات لاگو ہوں گے جو اہل ایمان پر لاگو ہوتے ہیں۔اور ان کے لیے مال غنیمت اور مال فے میں صرف اسی صورت حصہ ہوگا جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گے۔پس اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ طلب کرنا۔پس اگر وہ جزیہ دے دیں تو ان سے وہ قبول کرلینا اور جنگ سے رک جانا۔پس اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کردیں تو پھر اللہ کی مدد طلب کرنا اور ان سے قتال کرنا۔''

(۳) اللہ کے رسول ﷺ کے دیگر فرامین میں یہ بات صراحت سے موجود ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب کو مفتوح و مغلوب کرنے کی غرض سے جہاد کا یہ حکم قیامت تک کے لیے باقی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

(والجهادماض منذبعثني الله الى ان يقاتل آخرامتي الدجال لايبطله جورجائر ولاعدل عادل)۸۔

''جہاد اس دن سے جاری ہے کہ جس دن سے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے، یہاں تک کہ میری امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا۔اس جہاد کو کسی ظالم کا ظلم یا کسی عادل کا عدل منسوخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں کر سکتا۔''

البتہ یہ بات درست ہے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اس امت میں ہر ہر لمحے قتال ہوتا رہے گا۔اس حدیث کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ جہاد کی اجازت قیامت تک باقی رہے گی اور اسے کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔اور جہاد یہاں وسیع معنی میں ہے کہ جس میں غلبہ دین کے لیے کی جانے والی ہر کوشش شامل ہے حتی کہ قتال بھی۔''منذبعثنی'' کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہاں جہاد سے مراد محض قتال نہیں ہے جبکہ ''یقاتل'' کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں کہ یہاں جہاد میں قتال بھی شامل ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

(اذا تبایعتم بالعینة' واخذتم اذناب البقر' ورضیتم بالزرع' وترکتم الجهاد' سلط الله علیکم ذلا لاینزعه حتی ترجعوا الی دینکم)۹؎

''جب تم بیع عینہ کرنے لگ جاؤ اور بیلوں کی دموں کو پکڑ لو۔اور محض کھیتی باڑی ہی پر اکتفا کر لو اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو ایسی صورت میں اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دیں گے جسے کوئی چیز دور نہ کر سکے گی یہاں تک کہ تم اپنے دین یعنی جہاد کی طرف واپس لوٹو۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

(الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة: الاجر والمغنم)۱۰؎

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ نے قیامت تک کے لیے خیر لکھ دی ہے: اور وہ خیر اجر وثواب اور مال غنیمت ہے۔''

اس معنی کی تمام روایات قرآن مجید کی آیت مبارکہ **{وقاتلوهم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین لله}**۱۱؎ ہی کا ہی بیان ہیں۔

(۴) بذریعہ جہاد وقتال غیر مسلم اقوام کو مفتوح ومغلوب بنا کر ان پر جزیہ عائد کرنے کا یہ حکم نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام تک قائم رہے گا۔لیکن جب ان کا نزول ہوگا تو وہ جزیہ ختم کر دیں گے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں: **(والذی نفسی بیده' لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم علیه السلام حکما مقسطا' فیکسر الصلیب' ویقتل الخنزیر' ویضع الجزیة' ویفیض المال حتی لایقبله احد)**۱۲؎

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' قریب ہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام تمہارے مابین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک عادل حکمران کی صورت میں نازل ہوں۔پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔خنزیر کو قتل کر دیں گے۔اور
۴ جزیہ ختم کر دیں گے۔اور اس قدر مال خرچ کریں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہ رہے گا۔''

(۵) جہاد وقتال کی علت اسلام میں ایک ہی ہے اور وہ ''ظلم وعدوان'' ہے۔اور اس کی دلیل نص صریح ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

{اذن للذین یقتلون بانهم ظلموا} ۱۳ے

''جن لوگوں سے جنگ کی جاتی ہے انہیں جہاد وقتال کی اجازت دی جاتی ہے اس سبب سے کہ ان پر ظلم ہوا۔''

اس آیت مبارکہ میں ''با'' تعلیل کے لیے ہے۔پس ''ظلم وعدوان'' جہاد وقتال کی وہ منصوص حکمت ہے کہ جسے کتاب وسنت نے ظلم کی متعین صورتوں کے بیان کے ساتھ علت بنا دیا ہے۔قرآن مجید بظاہر جن منضبط اوصاف کی بنیاد پر جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے وہ دراصل ''ظلم وعدوان'' ہی کی صورتیں ہیں۔اسلام ظلم وعدوان کی کسی صورت کو کسی طور برداشت نہیں کرتا' چاہے یہ اہل ایمان پر ہو یا چاہے انسانوں پر ہو۔یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ''ظلم وعدوان'' کے خاتمہ کے لیے ظالموں کے خلاف قتال کو مشروع قرار دیا ہے' چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

{وان طآئفتن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ} ۱۴ے

اب اگر سوال یہ ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں مشرکین عرب' یہود عرب' اہل فارس اور اہل روم سے جہاد وقتال کیوں ہوا؟ اگر اتمام حجت وجہ نہیں تھی تو اس جہاد وقتال کی کیا وجہ تھی؟ ہمارے نزدیک جہاد وقتال کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ ''ظلم وعدوان'' ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' چاہے یہ ظلم ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کرے یا چاہے ایک انسان دوسرے انسان پر کرے۔قرآن مجید بظاہر جن منضبط اوصاف کی بنیاد پر جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے وہ دراصل ''ظلم وعدوان'' ہی کی صورتیں ہیں۔پس آپ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں مشرکین عرب' اہل کتاب اور اہل فارس نے اپنے مذہبی عقائد کی روشنی میں جو ایک ظالمانہ اور استحصالی اجتماعی یا ریاستی نظام قائم کر رکھا تھا' دراصل اس ظالم اور استحصالی ریاست کے خلاف جہاد وقتال کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ربعی بن عامرؓ کا رستم کے دربار میں جو طویل مکالمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوااوراس میں رستم کے سوال پوچھنے پر کہ تم عرب ہم سے کیوں لڑنے آئے ہو؟ یہ جواب دیا:

"اللہ ابتعثنا' واللہ جاء بنالنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ' ومن ضیق الدنیا الی سعتها' ومن جور الادیان الی عدل الاسلام" ۱۵ ؎

"اللہ نے ہمیں بھیجا ہے' اور اللہ نے ہمیں تمہارے پاس اس لیے لایا ہے کہ جس کے بارے اس کی مشیت ہے' اسے ہم بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں داخل کریں' دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اس کی وسعتوں سے ہمکنار کریں' مذاہب عالم کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل میں داخل کریں۔"

پس ایک اسلامی ریاست کی اقوام عالم کے حوالہ سے دو خارجی ذمہ داریاں ہیں: ایک عالم دنیا تک پیغام رسالت کو پہنچانا اور دوسرا عالم دنیا سے ظلم کا خاتمہ۔ پہلی ذمہ داری کے لیے دعوت و تبلیغ کے عمل کو ریاست کی سرپرستی حاصل ہوگی جبکہ دوسری کے لیے جہاد و قتال کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔ پہلی ذمہ داری کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت {ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون} ۱۶ ؎ ہے جبکہ دوسری ذمہ داری کی دلیل یہ آیت مبارکہ {قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولایحرمون ماحرمہ اللہ ورسولہ ولایدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیة عن ید وھم صغرون} ۱۷ ؎ ہے۔ دوسری ذمہ داری کی ادائیگی میں البتہ یہ ضرور ملحوظ رکھا جائے گا کہ مسلمان ریاست کے پاس مشرک اور غیر مسلم اقوام کو مفتوح اور مغلوب کرنے کی استطاعت اور صلاحیت موجود ہو۔ اگر کسی مسلمان ریاست کے پاس یہ استطاعت اور صلاحیت نہ ہوگی تو اس کے لیے اس غرض سے جہاد و قتال بھی درست نہیں قرار پائے گا اور اس صورت میں وہ دوسری اقوام کے حوالے سے صرف دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری ادا کرنے پر اکتفا کرے گی۔ باقی رہی اسلامی ریاست کی داخلی ذمہ داریاں تو وہ اس تحریر کا موضوع نہیں ہے۔

(۶) سورۃ توبہ کی وہ آیات جو مشرکین کو صرف یہ آپشن دیتی ہیں کہ وہ اسلام قبول کریں تو ان مشرکین سے مراد وہ مشرک قبائل ہیں جن کا مسلمانوں سے امن کا معاہدہ تھا اور انہوں نے ظلم ڈھاتے ہوئے وہ معاہدہ توڑ دیا لہذا ان کے سابقہ جرائم کی بھی ایک لمبی فہرست کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے پاس "نقض عہد" کی سزا یہ بیان ہوئی کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ البتہ اس سزا میں بھی اس قاعدے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رعایت رکھی گئی کہ اسلام پچھلے گناہوں کو گرادیتا ہے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما:ان ناسا من اھل الشرک کانوا قدقتلوا واکثروا وزنوا واکثروا فاتوا محمداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا:ان الذی تقول وتدعوا الیہ لحسن لوتخبرناان لماعملناکفارۃ فنزل:{والذین لایدعون مع اللہ الھاآخرولاتقتلون النفس التی حرم اللہ الابالحق ولایزنون}(الفرقان:۶۸)ونزلت {قل یعبادی الذین اسرفواعلی انفسھم لاتقنطوامن رحمۃاللہ}(الزمر:۵۳)۱۸ھ

''سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ کچھ مشرک لوگ جنہوں نے بہت قتل وغارت اور بدکاری کی تھی،آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور کہا:اے نبی ﷺ!آپ ایک اچھی بات کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن ہمیں یہ بتلائیں کہ جو ہم کرچکے ہیں،اسلام لانے کے بعد اس کا کفارہ کیا ہوگا؟اس پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں۔جولوگ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے،اور کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے،اور زنا نہیں کرتے۔اور یہ آیات بھی نازل ہوئیں:اے نبی ﷺ!آپ کہہ دیں:اے میرے بندو!جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے،اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ سیدنا عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں:

فلماجعل اللہ الاسلام فی قلبی اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت:ابسط یمینک فلابایعک،فبسط یمینہ،قال:فقبضت یدی،قال:(مالک یاعمرو؟)قال:قلت:اردت ان اشترط،قال:(تشترط بماذا؟)قلت:ان یغفرلی،قال:(اماعلمت ان الاسلام یھدم ماکان قبلہ؟)۱۹ھ

''پس جب اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا تو میں اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ ﷺ سے کہا:اپنا ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کرسکوں۔پس آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو میں نے پکڑلیا۔آپ ﷺ نے کہا:اے عمرو!کیا بات ہے؟میں نے کہا:میں بیعت کے ساتھ ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے کہا:کیا شرط؟میں نے کہا:مجھے معاف کردیا جائے۔آپ ﷺ نے کہا:کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اسلام پچھلے تمام گناہ معاف کردیتا ہے۔''

(۷){کتب اللہ لاغلبن اناورسلی ان اللہ قوی عزیز}۲۰ھ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول غالب آئیں گے۔اس غلبے کی صورت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قوم نیست ونابود کردی جائے جیسا کہ

★نص کا تعلق چار چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے۔نمبر۱:عبارت،نمبر۲:اشارہ،نمبر۳:دلالت،نمبر۴:اقتضاء★

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیدناموسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جب جادوگرمیدان میں آئے توان کی شکست پرقرآن مجیدنے {فغلبواھنالک وانقلبواصغرین}۲۱؎ کے الفاظ سے تبصرہ کیا۔پس رسول کاغلبہ اگرصرف دلیل سے ہوتووہ بھی اس آیت کے مفہوم میں شامل ہے جیساکہ علامہ زمخشریؒ نے بھی یہ مفہوم بیان کیاہے۔اللہ کے رسول ﷺ کواپنی قوم کے مقابلے میں یہ صورت حاصل ہوئی کہ غلبہ دلیل وتلواردونوں سے حاصل ہواجبکہ سیدناابراہیم علیہ السلام کواپنی قوم پرجوغلبہ حاصل ہواوہ صرف دلیل وبرہان کی صورت میں تھاجیساکہ آیات کریمہ {فرجعوآالی انفسھم فقالواانکم انتم الظلمون ثم نکسواعلی رء وسھم لقدعلمت ماھؤلآء ینطقون }۲۲؎ اورآیات کریمہ {قلنایٰنارکونی برداوسلماعلی ابراھیم واردوابہ کیدافجعلنھم الاخسرین ونجینہ ولوطاالی الارض التی برکنافیھاللعلمین }۲۳؎ اورآیت کریمہ {فامن لہ لوط وقال انی مھاجرالی ربی انہ ھوالعزیزالحکیم}۲۴؎ میں واضح طورموجود ہے۔

(۸)اسی طرح قرآن مجیدکی آیت {وماکنامعذبین حتی نبعث رسولا}۲۵؎ سے اصلاًمراداخروی عذاب ہے جیساکہ آیت مبارکہ کے سباق{وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتبایلقہ منشوراًاقراکتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبامن اھتدی فانمایھتدی لنفسہ ومن ضل فانمایضل علیھا ولاتزروازرۃ وزراخری وماکنامعذبین حتی نبعث رسولا}۲۶؎ سے واضح ہوتاہے۔لیکن یہ کہنابھی درست ہے کہ دنیامیں بھی کسی قوم پراس وقت تک عذاب استیصال نازل نہیں ہوتاجب تک کہ اس کی طرف کوئی رسول نہ بھیج دیاجائے کیونکہ حجت رسول سے قائم ہوتی ہے نہ کہ عقل وفطرت سے۔یہ دومختلف مقدمات ہیں۔ایک یہ کہ کسی قوم پراس وقت تک عذاب نہیں آتاجب تک اس کی طرف رسول بھیج کراس پرحجت نہ قائم کی گئی ہو۔عقل،فطرت یاتاریخ کے اسباق وغیرہ کی بنیادپرقائم حجت ایسی حجت نہیں ہے جوقوموں پرعذاب کے نزول میں''قطع عذر''کے درجے میں حجت بن سکے۔اوردوسرایہ کہ جس قوم کی طرف بھی رسول بھیجاگیاہواس پررسول کی زندگی میں ہی ضرورعذاب نازل ہوتاہے۔پہلامقدمہ درست ہے اوردوسراغلط ہے۔اس آیت سے مراداگردنیاکاعذاب لیاجائے تواس سے صرف پہلامقدمہ ہی ثابت ہوسکتاہے جیساکہ ارشادباری تعالیٰ ہے:

{وماکان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھارسولایتلواعلیھم ایتناوماکنامھلکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

القری الا و اھلھا ظلمون }۲۷؎

(۹) آیت مبارکہ {ولکل امۃ رسول فاذا جآء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون }۲۸؎ سے مراد قیامت کے دن رسولوں کا اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔{قضی بینھم بالقسط }اور{وھم لا یظلمون} کا اسلوب بیان یہ صراحت کررہا ہے کہ اس سے مراد آخرت کی عدالت ہے۔جیسا کہ قرآن مجید کے دیگر مقامات پر آخرت کی عدالت ہی کے ضمن میں یہی اسلوب بیان وارد ہوا ہے۔اس آیت مبارکہ میں خاص طور''قسط'' کا لفظ بھی قابل غور ہے جس کا بیان عذاب کی بجائے فیصلے کے لیے زیادہ مناسب وملائم ہے۔امام مجاہدؒ نے بھی اس آیت مبارکہ میں رسولوں کے آنے سے میدان حشر کی عدالت میں ان کا پیش ہونا مراد لیا ہے۔اسی طرح دیگر آیات سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

{وجآیءبالنبین والشھدآء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون }۲۹؎

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان آیات کے سیاق میں دنیاوی عذاب کا ذکر ہے تو یہاں آخرت کیسے مراد لی جاسکتی ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کے معنی ومفہوم کے تعین میں سیاق کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن مدعا یہ ہے کہ اگلی آیات کے سیاق سے اگر ایک ایسا مفہوم نکل رہا ہو جسے خود اس آیت کا سیاق قبول نہ کررہا ہو تو اس صورت میں آیت کے سیاق سے سمجھ آنے والے مفہوم کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ قرآن مجید میں مخاطب کی مسلسل تبدیلی''اسالیب خطاب''میں شامل ہے۔

(۱۰) آیت مبارکہ {واذقالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السمآء اوائتنا بعذاب الیم}۳۰؎ کی وضاحت اگلی آیت {وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون }۳۱؎ میں موجود ہے۔اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے واضح طور بیان کیا ہے کہ اے نبی ﷺ جب تک آپ اور استغفار کرنے والے ان میں موجود ہیں'اللہ ان پر کسی عذاب کو نازل کرنے والا نہیں ہے۔

اس کے متصل بعد آیت مبارکہ {ومالھم الا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام}۳۲؎ میں صرف اس بات کا ذکر ہے کہ مشرکین مکہ عذاب کے مستحق ہیں لیکن یہ اللہ عزوجل کی مہلت ہے کہ اللہ ان پر کسی وجہ سے عذاب نازل کرنے والا نہیں ہے' جیسا کہ پچھلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیت مبارکہ میں ہے۔

(۱۱) آیت مبارکہ {سال سآئل بعذاب واقع ہ للکفرین لیس له دافع} ۳۳؎ میں جس عذاب کا ذکر ہے' وہ قیامت کے دن کا عذاب ہے جیسا کہ اس کے بعد کی آیات {من اللہ ذی المعارج ہ تعرج الملئکة والروح الیه فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة ہ فاصبر صبرا جمیلا ہ انهم یرونه بعیدا ہ ونرہ قریبا ہ یوم تکون السمآء کالمهل ہ وتکون الجبال کالعهن ہ ولا یسئل حمیم حمیما ہ یبصرونهم یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیه ہ وصاحبته واخیه ہ وفصیلته التی تؤیه ہ ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیه ہ کلا انها لظی ہ نزاعة للشوی ہ تدعو من ادبر وتولی ہ وجمع فاوعی} ۳۴؎ سے واضح ہے۔

(۱۲) آیت مبارکہ {ویستعجلونک بالعذاب ولولآ اجل مسمی لجآءهم العذاب ولیاتینهم بغتة وهم لایشعرون ہ یستعجلونک بالعذاب وان جهنم لمحیطة بالکفرین یوم یغشهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون} ۳۵؎ سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے عذاب نازل کرنے کا جو بھی مطالبہ کیا یا اللہ عزوجل نے مشرکین کو اس کے جواب میں جس عذاب سے ڈرایا' تو وہ دنیا کی بجائے آخرت کا عذاب تھا۔ پس یہ مقدمہ قرآن مجید کی ان صریح آیات کے مطابق بہت ہی کمزور محسوس ہوتا ہے کہ مشرکین عرب پر کوئی ایسا عذاب نازل ہوا تھا جیسا کہ پچھلی قوموں پر نازل ہوتا تھا۔

(۱۳) آیت مبارکہ {قل هل تربصون بنآ الآ احدی الحسنیین ہ ونحن نتربص بکم ان یصیبکم اللہ بعذاب من عندہ او بایدینا فتربصوآ انا معکم متربصون} ۳۶؎ میں جس عذاب کا ذکر ہے' اس کے مخاطب مشرکین نہیں بلکہ منافقین ہیں جیسا کہ سیاق وسباق سے واضح ہے۔

اور انہی منافقین کے بارے اللہ عزوجل نے یہ فرمایا:

"{فلا تعجبک اموالهم ولآ اولادهم انما یرید اللہ لیعذبهم بها فی الحیوۃ الدنیا وتزهق انفسهم وهم کفرون ہ ویحلفون باللہ انهم لمنکم وما هم منکم ولکنهم قوم یفرقون} ۳۷؎

پس جس طرح مشرکین کو دنیا میں عذاب کی وعید سنائی گئی' اسی طرح منافقین کو بھی دنیا میں عذاب کی وعید سنائی گئی لیکن ان دونوں گروہوں پر ویسا عذاب نہیں آیا جیسا کہ پچھلی قوموں پر رسولوں کی نافرمانی کی صورت میں آیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی

۱۔البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قولہ تعالیٰ: {وکذلک جعلنا لکم امۃ وسطا}: ۷۳۴۹، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۲م

۲۔سورۃ النحل: ۸۹:۱۶

۳۔صحیح المسلم کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیراوشر من الموتی: ۹۴۹

۴۔سورۃ البقرۃ: ۲۵۶:۲

۵۔اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن: ۱/ ۵۹۳، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۹ء

۶۔سورۃ التوبۃ: ۲۹:۹

۷۔صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب تامیر الامام الامراء علی البعوث ووصیۃ ایاھم ب آداب الغزو وغیرھا: ۱۷۳۱

۸۔السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فی الغزو مع ائمۃ الجور: ۲۵۳۲، قال الالبانی ھذا الحدیث ضعیف، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۹۹م

۹۔سنن ابی داؤد کتاب البیوع، باب فی النھی عن العینۃ: ۳۴۶۲، قال الالبانی ھذا الحدیث صحیح

۱۰۔صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الجہاد ماض مع البر والفاجر: ۲۸۵۲

۱۱۔سورۃ الانفال: ۳۹:۸

۱۲۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسی ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۵۵

۱۳۔سورۃ الحج: ۳۹:۲۲

۱۴۔سورۃ الحجرات: ۹:۴۹

۱۵۔الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الطبری: ۳/ ۵۲۰، دارالتراث، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۸۷ھ۔

۱۶۔سورۃ آل عمران: ۱۰۴:۳

۱۷۔سورۃ التوبۃ: ۲۹:۹

۱۸۔صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ {یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ......}

۱۹۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یہدم ماقبلہ وکذا الھجرۃ والحج: ۱۲۱

۲۰۔سورۃ المجادلۃ: ۲۱:۵۸ ۲۱۔سورۃ الاعراف: ۱۱۹:۷

۲۲۔سورۃ الانبیاء: ۲۱: ۶۴۔۶۵ ۲۳۔ایضا: ۲۱: ۶۹۔۷۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۴۔سورۃ العنکبوت:۲۹:۲۶

۲۵۔سورۃ بنی اسرائیل:۱۷:۱۵

۲۶۔سورۃ بنی اسرائیل:۱۷:۱۳۔۱۵

۲۷۔سورۃ القصص:۲۸:۵۹

۲۸۔سورۃ یونس:۱۰:۴۷

۲۹۔سورۃ الزمر:۳۹:۶۹

۳۰۔سورۃ الانفال:۹:۴۲

۳۱۔ایضا:۹:۳۳

۳۲۔ایضا:۸:۳۴

۳۳۔سورۃ المعارج:۷۰:۱۔۲

۳۴۔ایضا:۷۰:۳۔۱۸

۳۵۔سورۃ العنکبوت:۲۹:۵۳۔۵۵

۳۶۔سورۃ التوبۃ:۹:۵۲

۳۷۔ایضا:۹:۵۶

علمی و تحقیقی مجلّہ
ماہنامہ فقہِ اسلامی کراچی
موضوع وار، مصنف وار، شمارہ وار
اشاریہ
[اپریل ۲۰۰۰ء تا دسمبر ۲۰۱۳ء]
مرتب: محمد شاہد حنیف
اسلامک فقہ اکیڈمی، کراچی

© rasailojaraid.com